استغفار

سورۃ النساء آیت نمبر 16 میں اللہ وحدہ لا شریک فرماتے ہیں
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہت بہت
توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے
سورۃ بقرہ آیت نمبر 222 میں ارشاد فرمایا ہے بے شک اللہ تبارک و
تعالیٰ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا
ہے پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے ہ کیونکہ میرا اللہ رحمان و رحیم ہے۔
فرمایا ہمارے پیارے آقا محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جب کوئی بدکاری کرتا ہے یا چوری کرتا ہے یا شراب پیتا ہے
یا قتل کرتا ہے یعنی جب کوئی بڑا گناہ کر لیتا ہے تو وہ ایمان
دار یا مومن نہیں رہتا جب تک کہ وہ سچی اور پکی توبہ کر کے
دوبارہ ایمان کی طرف نہ لوٹ کر آ جائے۔
فرمایا سرورؐ دنیا و دین نے کہ اے لوگو اللہ کے حضور توبہ
کیا کرو بے شک میں دن میں سو بار اللہ جل جلالہٗ کے حضور
توبہ کرتا ہوں اور کسی حدیث میں 3 سو بار بھی فرمایا گیا ہے
حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو وہ
بندہ اللہ کے بہت قریب ہو جاتا ہے یعنی اگر توبہ سچی
اور پکی ہو تو وہ بندے کو اللہ پاک کے مقرب بنا دیتی ہے
اور بندے کو پاک صاف کر دیتی ہے جیسا کہ وہ گناہ کرنے سے
پہلے تھا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بوڑھے
ہو کر بھی اگر توبہ کر لیں تو اچھا ہے کہ تائب ہو تو گئے مگر جوانی

2

میں توبہ کرلینا بہت ہی عمدہ کام ہے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ
وجہہ الکریم کا فرمان ہے کہ آج کا دن دن کو خرید لینا تے
والا ہے کل کا دن دوڑ کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔ سامنے جنت
ہے اور آخرکار دوزخ۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے؟ یا نہیں
ہے؟ جو اپنی موت سے پہلے توبہ کرلے۔ کیا کوئی ہے جو روزِ بد
سے پہلے اپنے لئے کوئی نیک کام کرلے؟ حضرت بایزید بسطامیؒ
نے فرمایا جو نیکی فی الفور کسی نور یا علم کا پھل نہ دے
اسے نیکی نہ جانو اور جس گناہ کے بعد فوراً خوفِ خدا سے
توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اس کو گناہ نہ جانو۔
کیونکہ انسان سے خطا ہو سکتی ہے اور اگر ایسا ہو جائے۔
تو فوراً دوڑ کر درِ توبہ پر سر رکھ دو۔ معافی مانگ لو۔
سورۃ نور میں آئت نمبر 31 میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
کہ اے مومنو تم سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ فلاح
پا سکو۔ توبہ استغفار کے معنی ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ سے
اپنے گناہوں پر نادم ہو کر معافی چاہنا اور آئندہ گناہوں
پر اصرار نہیں کرنے کا پکا عزم کرلینا اور پھر اس پر ہمیشہ
قائم رہنا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے
کسی کو جلدی جلدی استغفر اللہ کی تکرار کرتے ہوئے سنا
تو فرمایا یہ بہت جھوٹی توبہ ہے سچی توبہ چھ باتوں سے ساتھ ہے
اوّل جو گناہ کیا ہو اس پر بے حد ندامت ہو شرمندگی ہو

دوئم جس فرض سے غفلت برتی ہو اسے جلد ادا کرے

سوئم جس کسی کا حق مارا ہو اسے واپس کر دے

چہارم جس کسی کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگے۔

پنجم آئندہ کے لئے عزم پختہ کرے کہ پھر گناہ نہیں کروں گا۔

ششم اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گھلا دے یعنی اللہ کو راضی کرنے کی جان توڑ کوشش اور محنت کرتا رہے۔

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۱ میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مضحکہ اڑانے طنز کرنے یا طعنے دینے اور ایک دوسرے کے برے برے نام یا القاب رکھنے جن سے کہ کسی کی توہین و تضحیک کرنا مقصود ہو منع فرمایا گیا ہے۔ آخر میں وعید فرمائی کہ جو لوگ توبہ نہیں کرتے وہ ہی ظالم ہیں۔ سورۃ المومن کی آیات 7-8-9 میں بھی توبہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جو لوگ سچی اور پکی توبہ کر لیتے ہیں وہ اسی طرح پاک ہو جاتے ہیں جیسے کہ انہوں نے گناہ کیا ہی نہ ہو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دور میں خشک سالی کے باعث لوگوں نے درخواست کی کہ اے موسیٰ نبی اللہ آپ اپنے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش ہو جائے۔ آپؑ نے کہا ٹھیک ہے اور فرمایا فلاں میدان میں سب اکٹھے ہو جائیں تو مل کر دعا کریں گے جب دعا کی گئی تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے موسیٰ آپؑ کے اس پورے مجمع میں ایک بہت ہی گنہگار شخص ہے جس کی نحوست سے اور اس کی وجہ سے ہم کسی کی بھی دعا نہیں قبول کرنے والے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام

4

سے پکار کر کہا اے بد بخت تو جو کوئی بھی ہے ہمارے مجمع سے اٹھ

کر چلا جا ورنہ ہم اللہ جل جلالہ سے تمہارا حلیہ اور نام پوچھ

کر ذلیل کر کے نکالیں گے بہتر ہے تم خود ہی اٹھ کر چلے جاؤ

تاکہ باقی لوگوں کی دعا قبول ہو کر بارش برس جائے۔ جب اس

گنہگار شخص نے موسٰی علیہ السلام کی باتیں سنیں تو فوراً سجدے

میں سر رکھ کر اللہ کے حضور سچی اور پکی توبہ کی اور پکا وعدہ

کیا کہ آئندہ میں گناہ نہیں کروں گا۔ ابھی تو میرے گناہ صرف تجھ

کو معلوم ہیں اگر میں محفل سے اٹھ کر نکلوں گا تو میری حقیقت

سب پر ظاہر ہو جائے گی مگر یا اللہ پاک تو جو ستّار اور

غفّار ہے اس وقت میری لاج تیرے ہاتھ ہے تو مجھے معاف

کر دے۔ تب اللہ رحمان و رحیم نے اس کی توبہ قبول

کر لی اور شدید بارش ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر موسٰی

کلیم اللہ نے عرض کی یا اللہ محفل سے نکل کر تو کوئی بھی

نہیں گیا پھر رحمت کیونکر برسا دی؟ اللہ رحمان غفور الرحیم

نے فرمایا کہ میرے اس بندے نے اپنے گناہوں سے پکی توبہ

کر کے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ گناہ سے باز رہے گا۔

اس لئے ہم نے بارش برسا دی ہے۔ تب حضرت موسٰی کلیم

اللہ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ پاک ہمیں اس شخص کا پورا

تعارف نام اور حلیہ بتا دیجئے تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ وہ کون ہے

جو تائب ہوا ہے معافی پائی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک وہ شخص

گناہ کرتا رہا۔ تب تک ہم نے اس کا پردہ رکھا اور اب جبکہ
اس نے توبہ کر لی ہے ہم کیونکر اس کا پردہ چاک کریں۔
انسان کی فطرت ہے کہ کوئی نہ کوئی چھوٹا موٹا گناہ ہو ہی
جاتا ہے کبھی تو بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ میں کر
رہا ہوں یہ گناہ ہے اور کبھی انجانے میں کوئی غلطی یا
خطا ہو جاتی ہے یا کوئی حادثہ آپ کو تہ و بالا کر کے رکھ
دیتا ہے بلا ارادہ آپ گناہوں کی دلدل میں پھنستے
چلے جاتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اگر
تم گناہ کرنا چھوڑ دو تو اللہ قادر و قیوم کسی دوسری قوم
کو تمہاری جگہ لے آئیں گے جو کہ گناہ کرے اور پھر اللہ ربّ العالمین
سے معافی مانگے توبہ کرے مگر توبہ سچی اور پکی ہو کیونکہ
اللہ پاک کو گنہگار کی توبہ سے بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔
بالکل اسی طرح جیسے کوئی مسافر جنگل میں اپنی گمشدہ
سواری کے مل جانے سے خوش ہوتا ہے جس پر کہ اس
مسافر کا کل مال متاع رکھا ہوا ہو اللہ پاک کو بھی
اسی طرح خوشی ہوتی ہے کہ میرا بندہ جو کہ بھٹک گیا تھا
گم راہ ہو گیا تھا اب پھر سے میری طرف لوٹ آیا ہے مگر کچھ
بدنصیب ایسے گم کردہ راہ بھی ہوتے ہیں جو کسی طور راہ پر نہیں
آتے۔ جیسے ابوجہل ابولہب کو آقائے دوعالم حضورؐ پرنور نے خود

6

اپنی زبان مبارک سے دعوت اسلام دی پیغامِ حق سنایا مگر
اس کے مقدر میں ہدایت تھی ہی نہیں کہ وہ کفر سے تائب ہوکر
اللہ اور اس کے نبیؐ آخر الزماں کی پناہ میں آجائے اور فلاح و
نجات پائے۔ حبیب محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ حق
پاکر لوگ جوق در جوق ایمان لانے لگے تو ابو جہل کذاب زندیق
اپنے قبیلوں کے سرداروں اور ایک یہودی عالم کو لے کر آپؐ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
ہمیں معجزہ دکھاؤ تاکہ ہم ایمان لائیں۔ آقاؐ سرورِ انبیاءؐ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پوچھا کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟ ان سب ظالموں نے کہا اس
میدان میں جو بڑا سفید پتھر ہے اس کا رنگ سرخ پھول جیسا
ہو جائے اور وہ پتھر ایک درخت بن جائے اس درخت کی چھ بڑی
بڑی شاخیں ہوں ہر شاخ میں سو ۱۰۰ پتے ہوں اور وہ شاخیں پھولوں
سے بھری ہوئی بھی ہوں ہر پتے پر کلمہ طیب بھی لکھا ہوا ہو ہر
شاخ پر چھ مختلف قسم کے میوے بھی ہوں ہر پھل کا مزہ جدا
جدا ہو اور کھجور امرود سیب انار اور بیر بھی ہوں اور ہر
شاخ پر سفید چڑیاں بھی ہوں جن کی گردن میں پیلی دھاری
ہو ان چڑیوں کے پاؤں لعلوں جیسے ہوں اور وہ چڑیاں واضح
طور پر تمہاری نبوت کی گواہی دیں اور صاف صاف طور
پر کلمہ طیب پڑھ کر سنائیں تب ہم ایمان لائیں گے۔
سرکارؐ دو عالم نے اپنے پروردگار سے دعا کی تو جبرائیل حاضرِ
خدمت ہوئے اور عرض کی آقاؐ آپؐ کی دعا مستجاب ہو گئی ہے

اے آپؐ اللہ کا نام لے کر پتھر کو حکم دیجئے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ
وسلم نے پتھر کی طرف اشارہ کیا اور سرکارِ دو عالم کا اشارہ پاتے ہی
وہ سب معجزہ رونما ہو گیا جس کا کہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ بہت
سارے لوگ فوراً ایمان لے آئے مگر ابو جہل لعین نے کہا یہ سب جادو
ہے۔ کیونکہ وہ فاسق کافر ہی مرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد ایک دن
پھر بارگاہِ شہنشاہِ دوجہاں میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم سب
معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے رحمتِ عالم نے پوچھا ایا تم
لوگ کیا معجزہ دیکھنے آئے ہو۔ ابو جہل کذاب اور زندیق
بولا چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ کیونکہ اسے یہودی عالم
نے کہا تھا کہ آسمان پر جادو نہیں چلے گا۔ اس لئے
یہ سب کافر مشورہ کرکے سوچ سمجھ کر ہی چاند کے
ٹکڑے کروانے کا پروگرام بنا کر آئے تھے۔ تب
ہم سب کے آقا شہنشاہِ دو عالم نے چاند کی طرف شہادت کی انگلی
اٹھا کر اشارہ کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا مشرق
کی طرف اور دوسرا ٹکڑا مغرب کی طرف چلا گیا ابو جہل
ملعون نے کہا اب اس کو پھر ملا کر آسمان پر لگا دو تب آپؐ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے چاند کے ٹکڑے مل کر ایک ہو کر آسمان پر جا
لگے۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ یہودی عالم اور بہت سارے دوسرے
لوگ بھی ایمان لے آئے اور کلمہ طیب اور شہادت پڑھ لیا جبکہ

ابوجہل ملعون نے کہا کہ محمدؐ تم نے ہماری نگاہ پر جادو کر کے یہ
سب کچھ ہمیں دکھایا ہے۔ اس لئے میں تم پر یقین نہیں رکھتا۔
اور تم ہی تمہارے ایک اللہ کو مانوں گا۔ تم لیس جادو سے
یہ سب کچھ کر لیتے ہو اور پھر معجزہ بتاتے ہو۔ نعوذباللہ
استغفراللہ۔ میں نے ایک واقعہ نجانے کہاں پڑھا تھا
اب آپ بھی وہ واقعہ میرے الفاظ میں پڑھئے وہ یہ
کہ ایک سفر میں اتفاقاً ایک یہودی ایک عیسائی ایک
ہندو ایک سکھ ایک وہابی اور ایک اہل سنت اکٹھے
بیٹھے تھے باتوں میں یہودی بولا ہمارے پیغمبرؑ
حضرت موسٰیؑ کی بڑی شان ہے اور ان کے حکم سے پتھر
سے چشمہ پھوٹ نکلا تھا عیسائی بولا ہمارے پیغمبرؑ بھی
بڑی شان والے تھے ان کے حکم سے مردہ زندہ ہو گیا تھا
ہندو بولا ہمارے ہنومان نے چودہ من وزنی کمان کو
دو ٹکڑے کر دیا تھا تمہارا کوئی ایسا ہو تو بولو
یہ سنکر وہابی منمنایا ہمارا پیغمبرؐ تو ہماری طرح کا عام سا
ایک انسان تھا دنیا میں آیا اللہ کا پیغام دیا اور فوت
ہو گیا اسے غیب کا علم بھی نہ تھا اگر اس کو کوئی اختیار
ہوتا تو وہ اپنے نواسوںؓ کی کچھ تو مدد کرتا مگر کچھ
بھی نہ کر سکا وہ شافعِ محشرؐ کیسے ہو سکتا ہے۔ استغفراللہ۔

یہ سنکر سنگھ بولا اگر تمہارا نبیؐ ایسا ہی گیا گزرا ہے تو
پھر تم ہمارے گیروؤں کے پاس ہی چلے آؤ میرے متر
بن کر میرے ساتھ رہو عیش کرو شراب جوا عورت مرد سے ملیگا
یہ سب بکواس سنکر اہلِ سنت مسلمان کی غیرت جوش میں
آگئی اور وہ بولا کہ او یہودی! تیرے نبیؑ نے پتھر سے
چشمہ نکالا۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ حضرت موسٰی کلیم اللہ کا
معجزہ ہے مگر تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چشمے پتھروں
ہی سے پھوٹتے ہیں جبکہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہاتھوں کی انگلیوں سے چشمے جاری کیئے اور چودہ سو لوگوں
یعنی قافلے والوں نے اپنی ضروریات کے مطابق پانی حاصل
کرلیا۔ اور او عیسائی تمہارے پیغمبرؑ نے مردے زندہ کیئے
ہم مانتے ہیں کہ یہ حضرت عیسٰی روح اللہ کا معجزہ ہے
مگر مت بھولو کہ ان مردوں میں پہلے جان ہوا کرتی تھی
جبکہ ہمارے پیارے رسولؐ کریم نے پتھروں کو کلمہ پڑھایا
آپؐ کے حکم سے درخت چل پڑتے تھے۔ اور او ہندو تیرے
ہنومان نے کمان کے دو ٹکڑے کیئے تو کیا کمال کیا جبکہ ہمارے
سرکارِ دوعالم نے چاند کے دو ٹکڑے کیئے۔ اور جب تمہارے
بڑے بت ہبل کو آقائے دوجہاں نے پوچھا بتا میں کون ہوں؟
تو اس نے گواہی دی کہ آپؐ اللہ کے پیارے نبیؑ رسولؐ اور پیغمبرؑ

ہیں اور شکائت کی کہ آقا یہ لوگ مجھے پوجتے ہیں۔ اور ہمارے
آقا کے غلام جبرائیل نے قوم موسیٰ پر پہاڑ اٹھایا اور حکم
باری تعالیٰ کی بجا آوری پر آمادہ کیا کہ توریت کو پڑھو
اور اس پر عمل بھی کیا کرو۔ ورنہ تو وہ لوگ بڑی ڈھٹائی سے کہتے تھے
کہ اے موسیٰ اگر ہم توریت کو پڑھیں گے تو عمل نہیں کرینگے
اور اگر عمل کرینگے تو پڑھنے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے
مگر جب جبرائیل نے پہاڑ اٹھایا کہ بولو دونوں کام کرو گے یا نہیں؟
نہیں تو ابھی پہاڑ سروں پر دے ماروں گا اور کچل کے رکھ دونگا تب چار
وناچار ان کو بات ماننے ہی بنی کہ ہاں ہم پڑھیں گے۔ اور عمل بھی
کریں گے۔ اور اوئے سنگھا تم جس گیروکی فوٹو کو ماتھا
ٹیکتے ہو وہ بھی پہلے مسلمان ہوا کرتا تھا مگر جب ہاروت
ماروت فرشتوں سے جاکر جادو سیکھا تو اللہ کا غضب
نازل ہوا اور وہ کافر ہو گیا کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ
کا فرمان ہے کہ جادو سیکھنے اور کرنے سے پرہیز کرو ورنہ
کافر ہو جاؤ گے۔ اوئے سنگھا اگر تجھ کو اللہ جل جلالہ توفیق
دے دے تو تو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لے
اور اپنی پلید زندگی سے توبہ کرلے ابھی وقت ہے موت کے
وقت کی توبہ قبول نہ ہوگی ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے
سر جھکالے۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے
اور کافروں مجرموں کو سخت سزا دینے والا ہے اور قدرت طاقت رکھنے

والا ہے اس کی پکڑ سے ڈرو اس کی پکڑ بڑی ہی سخت ہے۔
اور اوئے وہابی تمہاری سمجھ اور عقل کا فتور تم کو آقا و مولا
رحمتِ عالم کی شفاعت سے محروم کرنے کے لئے بہت کافی ہے ابھی
بھی عقل کے ناخن لے لے جب تو بہ پر کر کر اپنی گستاخیوں
کی معافی طلب کر لے۔ اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ تمہارے
لئے بند ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے نبی مکرم حبیبِ کبریا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی استغفار کو لازم پکڑ لے تو
اللہ سبحانہ وتعالی اس کے لئے ہر تنگی کی راہ سے نجات کی راہ
پیدا کر دیتے ہیں اور ہر غم سے مخلصی مل جاتی ہے۔
اور اللہ اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان
بھی نہ ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کو
مبارک باد ہو جس کے اعمال نامے میں استغفار بہت ہے اور
فرمایا تم خواہ کہیں بھی ہو اچھا اخلاق اپناؤ اور اللہ سے ڈرتے
رہا کرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ سے اپنے گناہوں
کی معافی مانگتے رہنے سے خدا کے عذاب سے چھٹکارہ مل
سکتا ہے اور بچت ہو سکتی ہے۔ سورۃ آل عمران
آئت نمبر 17 میں متقی لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے بتایا
گیا ہے۔ کہ متقی لوگ صبر کرنے والے راست باز اور اللہ و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہوتے ہیں
وہ جب خرچ کرتے ہیں تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ راتوں میں اٹھ کر

اپنے اللہ رب العالمین کی عبادت کرتے ہیں اور استغفار کرتے رہتے ہیں
اور ندامت کے آنسو بہاتے ہیں کہ گناہ دھل جائیں۔ سورۃ شوریٰ کی
آئت نمبر 5 میں فرمایا اور فرشتے اپنے ربّ کی تسبیح کرتے ہیں اور
تمام اہلِ زمین کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں۔ اور توبہ کرنے والوں
کے لئے فرشتے بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ یا اللہ میں آپ سے معافی کی درخواست
کرتی ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ فرمایا رحمتِ دوجہاں
پیارے رسولِ مقبول نے کہ جب تم میں سے کوئی گناہ کر بیٹھے تو اسے چاہیئے فوراً
پاکیزگی اور طہارت حاصل کرکے وضو کرے اور نماز توبہ پڑھکر اللہ پاک رحیم و
رحمان و کریم سے توبہ کرے اور بخشش طلب کرے تو اللہ اس کی سچی پکی
توبہ پر اس کے گناہ بخش دے گا۔ سورۃ آلِ عمران آئت 135
میں اللہ بزرگ و برتر فرماتے ہیں کہ جو لوگ اگر کبھی فحش کام یا کوئی
جرم و گناہ کرکے اپنے اوپر ظلم کر لیتے ہیں تو فوراً اللہ کا خوف ان کو گھیر لیتا
ہے تو وہ لوگ اللہ سے شرمسار ہوکر گڑگڑا کر معافی اور بخشش کے طلبگار
ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہے اور
پھر اپنے گناہوں سے تائب لوگ گناہ پر اصرار بھی نہیں کرتے تو اللہ
ایسے لوگوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں ٹھنڈے میٹھے
پانی کے چشمے اور نہریں ہوں گی وہ لوگ ہمیشہ اس جنت کی
نعمتوں میں رہیں گے۔ اور اللہ نیک اعمال کرنے والوں کو اچھا
بدلہ دیتا ہے اور سچی توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے مٹا دیتی ہے
اور بندے کو اللہ کے مقرب بنا دیتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم
صلے علیٰ رحمتنا صلے علیٰ محمدٍ صلے علیٰ کریمنا صلے علیٰ محمدٍ صلی اللہ علیک یارسول اللہ

اللہ نور السموٰت والارض اے عرش مجید کے مالک اے احد اے صمد

اے رب العزت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

میرے معبود یا ذالجلال والاکرام یا اللہ یا رحمان یا رحیم یا کریم

یا ارحم الراحمین اے اللہ مالک الملک میں تیرے سامنے تیری

پاکی بیان کرتی ہوں تیری حمد و ثنا کرتی ہوں۔ بے شک میں نے

اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے میں تیری حدوں کو توڑنے والی تیری

ایک گنہگار تجھ سے معافی اور مغفرت کی طلب گار ہوں۔ تیرے سوا

میرا اور کون ہے جو میرے گناہوں کو بخشے اے ستار و غفار میرے رب

اللہ وحدہٗ لاشریک اے عزت والے اے عظمتوں والے قادر مطلق اپنی رحمت

سے میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے اور ہماری ہر

ہر خطا پر عفو فرما ہر خرابی کو مٹا کر اپنی رحمت و مغفرت بخشش

عطا فرما اپنے کرم سے اپنی جنتوں میں اپنی لازوال نعمتیں برکتیں رحمتیں

نصیب فرما دے دنیا اور آخرت میں خیر و عافیت عطا کر دے

ہمیں اپنے مقرب بنا لے اپنی رحمتوں میں چھپا لے آمین یا رب

العالمین آمین بحق ایاک نعبدو وایاک نستعین و بحق

سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آمین

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے۔
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے۔

وہاں شان کرم دیکھوں گا مضطر
مجھے روز جزا کا غم نہیں ہے۔

قربانی! کیوں؟

دینِ اسلام ہر صاحبِ استطاعت اور باحیثیت مسلمان کو حکم دیتا ہے کہ عید الضحیٰ کے مبارک دنوں میں اللہ پاک کے حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں جانور ذبح کریں۔ اللہ کو خون یا گوشت نہیں مگر آپ کی اطاعت اور تقویٰ پہنچتا ہے۔ جب آپ اپنے خالق و مالک اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ آپ کی فرمانبرداری آپ کا خلوصِ نیت پہنچتا ہے۔ ویسے میرا تو خیال ہے کہ قربانی کے گوشت کا ذائقہ بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ قربانی کے گوشت کا ذائقہ مختلف ہوتا ہے۔ خیر یہ میرا ذاتی خیال ہے اور اس خیال کا محرک ہابیل اور قابیل کی نذر کا واقعہ ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی تھی اور قرآن بتاتا ہے کہ اس زمانے میں جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ کوئی نیاز نذر کرتا تو آسمان سے ایک آگ آکر اس نذر کی چیز کو جلا دیتی جس سے ثابت ہو جاتا کہ نذر قبول ہو گئی ہے۔ بس اسی واقعہ سے خیال گزرا کہ بہت ممکن ہے قربانی کے گوشت کا ذائقہ اور خوشبو بھی اللہ پاک کو مرغوب ہو جس کی بنا پر قربانی کے گوشت کا ذائقہ مختلف ہوتا

ہے۔ خیر اگر ایسا نہیں ہوتا تو اللہ کریم غفور الرحیم ہیں۔
بہر حال قربانی کے موضوع پر قلم اٹھانے کی وجہ یہ تھی کہ
اپنے اسلامی ممالک میں خال خال اور غیر اسلامی ممالک
میں بیشتر افراد یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ قربانی دینے کی رسم
اللہ نے کیوں چلائی؟ بیچارے بے زبان جانوروں پر یہ
بڑا ظلم ہے کہ وہ بے قصور بے موت مار دیئے جاتے ہیں۔ کیا یہ
رسم ختم نہیں کی جاسکتی؟ تاکہ بے زبان جانوروں کو بے موت مرنے سے
بچایا جاسکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسے اعتراضات اٹھانے والوں کے پس
پشت مختلف آتش پرست۔ بت پرست اور دہریئے
کفار کا زہریلا اور تخریبی پراپیگنڈا کارفرما ہے جو وہ
لوگ بڑے ماہرانہ اور مکارانہ طریقے سے معصوم اذہان
کو اسلام اور احکامات ربّا ذو الجلال کے خلاف کرنے اور
دین اسلام سے متنفر کرنے کے لئے کرتے رہتے ہیں۔ وہ جو
دین اسلام کے ازلی دشمنوں نے محاذ کھول رکھے ہیں
چونکہ اسلام سے نفرت ان کی فطرت کا حصہ ہے ان کا
خبث باطن نئی نئی راہیں نکال کر دین خداوندی
پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ مگر میں اس بات کو واضح

کرنے کی کوشش کروں گی۔ کہ یہ سوال کہ کیوں؟ ایک ایسا
سوال ہے جو کہ اعلیٰ افسر اپنے ماتحت اور ملازم یا اپنے سے کمتر
حیثیت کے افراد سے کر سکتا ہے یعنی کہ جو لوگ آپ کے
سامنے جواب دہ ہوں تو آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کام کیوں
کیا گیا اور وہ کام کیوں نہیں کیا گیا مگر اپنے مالک خالق رازق اللہ
پاک سے اپنے آقا سے بندے نہیں پوچھ سکتے۔ غلام تو احکام بجا
لانے کے پابند ہوتے ہیں۔ گستاخ غلام تو سزا پاتا ہے۔
اللہ بزرگ و برتر تو تمام عالمین میں قادرِ مطلق ہے۔
اللہ پاک عالی مرتبت ہے اور مخلوق خواہ کسی ملک
و ملت دین و مذہب یا قبیلے خاندان کی ہو سب اس
کے سامنے کمتر ہیں کیونکہ اس کے بندے ہیں اور بندے
کو یہ حق یا ہمت جرأت نہیں دی گئی کہ پوچھے اور سوال کرے
کہ یا اللہ یہ کیوں ہے اور کس لئے ہے کیونکہ ہم ادنیٰ ہیں وہ اعلیٰ
ہے ہم پست ہیں وہ بلند و برتر عظمتوں والا ہے۔ اس
لئے ہمارا کام اللہ مالک الملک کی حمد و ثنا کرنا ہے
اس کی اطاعت اور بندگی کرنا ہے۔ اس کی رضا کے جتن کرنا ہے

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

جس طرح انسان اور جن اللہ کی مخلوق ہیں اسی طرح
فرشتے بھی اور سب پر اللہ پاک کی اطاعت لازمی ہے۔
اللہ وحدہٗ لاشریک رب العالمین کی مرضی ہو تو وہ آدمؑ علیہ السلام
کو مسجود ملائک بنا دے جب اس کی مرضی ہو وہ پاک ذات
عبداللہ کو سجدہ حرام قرار دے دے چاہے تو کعبۃ اللہ
کی طرف سجدہ کا حکم کر دے۔ اور اگر اس کو اپنے ایک بندے
سے محبت ہو جائے تو اپنے محبوبؐ پاک کو معراج پر اپنے
پاس بٹھا کر یہ بتا دے کہ اے میرے مقبول اور محبوبؐ
بندے مجھے تجھ سے عشق ہو گیا ہے اے میرے پیارے میں
جو سب کا اللہ ہوں معبود ہوں سب کو میں نے اپنی
عبادت کے لئے پیدا کیا ہے سب میری نماز پڑھتے ہیں
مگر میرے پیارے میں تیری نماز پڑھتا ہوں تجھے دیکھتا
رہتا ہوں تجھ پر درود پڑھتا رہتا ہوں اور میرا
یہ حکم سب فرشتوں اور انسانوں اور جنوں بلکہ حجر شجر
تک کو یعنی تمام مخلوقات کو ہے کہ تم بھی میرے پیارے نبی محمدؐ مصطفٰے
افضل و اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ جل جلالہ کے اسرار و رموز اس مالکِ کل کے سارے
بھید اور اس کے فیصلے مخلوق کی چھوٹی سی عقل و فہم سے ماورا

5

ہیں۔ ہم اس سے یہ پوچھتے کے مجاز ہیں کہ اے تمام جہانوں کے
خالق مالک اور رازق یہ سب کیوں؟ اور کیا ہے؟ ہمارا کام
تو بس چپ چاپ اس کے احکام کی تعمیل کرنا اس کے فیصلوں
پر آمین کہنا ہے اور جن مقدس محترم اور مقبول
بندوں نے اللہ پاک کو تن من دھن سے اپنا معبود
مان کر آخرت کمائی بلکہ اگر نہ صرف اپنا وقت اپنا
پیسہ اپنی طاقت قوت بلکہ جان دینے کا وقت آیا
تو جان بھی لٹا دی اس لئے کہ اپنا کچھ تھا ہی نہیں کیونکہ
جو بھی تھا اس مالک کی عطا تھی ایسے ہی مقبول
بندوں کو اللہ اپنے دوست کہتا ہے ان کے لئے عہدے
مقرر کر دیئے ہیں ایسے عہدے جو دنیا کے عہدوں سے کہیں ارفع
اور اعلیٰ ہیں۔ کیونکہ ان بندوں نے اپنے اللہ کا حقِ بندگی ادا
کر دیا۔ اپنے اللہ کو راضی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی
اپنے صبح و شام اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنی ہر اک سانس
اس مالکِ حقیقی کی خوشی کے لئے وقف کرنے والے سے
جب اللہ تعالیٰ کا پکا رشتہ بن گیا تو مالکِ کل عالمین
اپنے بندوں سے خود پوچھتا ہے کہ اے مانگ تو کیا مانگتا ہے تاکہ
اب میں تیری خواہشات تیری حاجات اور تیری امیدوں

6

کو پورا کروں گا۔ یہ مقام رضا ہر ایرے غیرے کے نصیب میں

نہیں ہوتا وہ مقدس ہستیاں انبیاء کرام مرسلین پیغمبران

صحابہ کرام رض عالی مقام اور ان کے جانشین اولیاء اللہ ہوتے ہیں وہ

سب لوگ جو وصال کے بعد بھی اپنے فیض کے دریا بہاتے رہتے ہیں

جو واصل حق ہو گئے ان کے اعمال ان کے اقوال ان کے افعال مشعل راہ

ہوتے ہیں ان کے ذکر خیر کی محفلیں سجتی ہیں ایصال ثواب

کیا جاتا ہے ایسے ہی محترم مقدس حضرات کی پیروی

کا حکم ہر ایمان والے کو ہے تا کہ فلاح کی راہ پر ہی

گامزن رہیں۔ ایسے پیارے جانثار لوگوں کے تمام حرکات

و سکنات سب کے لئے مثال ہوتے ہیں وہ لوگ اللہ کے منظور نظر ہوتے ہیں

دیکھا جائے تو دنیا کے رشتوں میں بھی ہمیں کسی سے بہت پیار ہو جاتا ہے

اور کسی کی کوئی حرکت کوئی بات ہمیں بہت خوش کر دیتی ہے اور کوئی

ناراض۔ چھوٹا بچہ جب پہلی پہل آپ کو پکارتا ہے اس کی میٹھی سی آواز

سے پکار پر آپ فدا ہو جاتے ہیں اس کی معصوم صدا پر آپ نثار

ہو ہو جاتے ہیں بہت لطف اندوز ہو کر دیر تک پیار کرتے ہیں نہال ہو جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح اللہ کی ذات پاک کو جب اپنے کسی مقبول بندے

کی انوکھی پیاری ادا پسند آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے

انداز دلربائی پر مسکرا اٹھتا ہے اور پھر اسی موج میں اللہ پاک

خوش ہوکر اپنے اس بندے پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس نیک پاک بندے کی شرالی حرکت کو اپنا من لپسند فعل قرار دے کر امر بنا دیتا ہے۔ تو بالکل اسی طرح حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اور حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام کی قربانی کی ادا اللہ پاک سے من کو بھا گئی باپ بیٹے نے اللہ سے من کو موہ لیا۔ تب ان کی یہ قربانی سنت ابراہیمیؑ بن کر اللہ کے بندوں پر واجب کر دی گئی۔ اللہ کے وہ بندے جو کفر اور اسلام کی جنگ میں اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جام شہادت پیتے والے اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں وہ امر ہو جاتے ہیں قرآن مجید کا فرمان ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں اور اللہ کے یہاں رزق بھی کھاتے ہیں۔ مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اس کا اجر و ثواب بے انتہا ہوتا ہے۔ قربانی جانور کی ہو یا اپنے جذبات کو اللہ کی خوشی پر قربان کر دیں۔ یوں تو گوشت ایک عام غذا ہے۔ ہندو سکھ عیسائی یہودی اور مسلمان سبھی گوشت بڑی رغبت سے کھاتے ہیں مگر فرق ہے تو صرف یہ کہ مسلمان اللہ کے پاک نام سے ذبح کر کے پکا کر کھاتے ہیں۔ عیسائی یہودی بھی جو اللہ اور اس کی کتاب پر یقین رکھتے ہیں ذبیحہ پکا کر کھاتے ہیں مگر دوسرے کفار جھٹکے سے پہلے جانور کی گردن توڑتے ہیں اور

اس کے بعد کافی تڑپا کر مارتے ہیں جو شیطان کی پوجا کرتے
ہیں وہ کچا گوشت کھاتے اور خون سے اپنی پیاس بجھاتے
ہیں چین جاپان وغیرہ میں سانپ کو الٹا لٹکا رکھتے ہیں دوکان
والا زندہ سانپ کو چاقو سے چیر کر گلاس میں خون بھر کر
گاہکوں کو دیتا ہے اور لوگ مزے لے کر پیتے ہیں۔ کافروں
کا ہر کام حرام ہوتا ہے کیونکہ ان کا تخم حرام کا ہوتا
ہے مکروہ خبیث لوگ اللہ پاک کے نام سے حلال جانور کو ذبح
کر کے حلال طریقہ پر پکانا کھانا پسند نہیں کرتے اور تنقید کرنا
فتنہ پھیلانا تخریب کاری ان کی فطرت ہے اس لئے مذہب پر اعتراضات
ہی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے ساتھ ہی انسان کی
ضروریات اور لطف دہن کے لئے ان گنت نعمتیں خوش ذائقہ پھل سبزیاں اور
مختلف اناج پیدا کر دیئے اور قرآن پاک میں سب نعمتوں کے
ذکر کے ساتھ طریقہ استعمال بھی بتا دیا۔ اور تم اللہ کی
کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ سب انعامات کے لئے شکر واجب ہے
یہ کافر جو حرام کھاتے حرام پیتے حرام کی اولاد پیدا کرتے ہیں
کتوں سے خرگوش کا شکار کرتے ہیں۔ مگر نہ صرف یہ کہ مسلمانوں
پر اعتراض کرتے ہیں بلکہ اللہ کے بتائے ہوئے قوانین
پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لعین شیطان نے بھی اللہ پاک

۹

پر اعتراض کیا تھا تو مقہور مغضوب اور مردود ٹھہرایا گیا۔

یوں تو ہم سب کسی نہ کسی طرح چھوٹے یا بڑے گناہ کے مجرم ہیں

ہم انسان ہیں خطا کے پتلے ۔ اور اللہ پاک رحمان و رحیم مہربان ہے

سراپا معصیت میں ہوں سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری خطا پوشی ہے کام اس کا

ہمارا پروردگار غفور الرحیم ہے انسان سے خطا ہو سکتی ہے مگر اسے اللہ پاک سے مغفرت مانگتے رہنا چاہیئے اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے اس قادر و قیوم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے تو پھر اس کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو وہ پاک ذات معاف فرما کر اپنا بنا لے چاہے سزا دے کر ٹھکرا بھی دے دھتکار دے پھر بھی ہم اس سے یہ پوچھنے کے مجاز نہیں کہ میرے اللہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ کیا وجہ؟ آخر کیوں؟ میں نے تو معافی مانگ لی ہے

اور اب اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی مرتبت میں عاجزانہ التماس و التجا ہے کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنا بنا لے اور اپنے بنا کر اللہ اپنی دائمی ابدی رحمتوں میں چھپا لے آمین بحق آیات تفیرو و آیات نستعین ۰
و بحق سید الانبیا والمرسلین ملائکہ و مقربین
آمین بجاہ سید المرسلین یارب العالمین آمین